"بابا آپ کیوں سی سی کر کے شور کرتے ہیں۔ کیا آپ ہمیں ڈرانا چاہتے ہیں؟ دودھ کا کپ سکون قلب کے ساتھ پیجئے" یہ کہتے ہوئے وہ قریب ہی بغیر پریشانی کے بیٹھ گیا۔ دوسرے افراد گھبرائے ہوئے تھے اور نہیں جانتے تھے کہ کیا کریں۔ تھوری دیر کے بعد سانپ خود ہی کہیں غائب ہو گیا اور کسی کو پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں چلا گیا۔ گوشالہ میں اگرچہ اسے بہت تلاش کیا گیا پر وہ کہیں نظر نہ آیا۔

بالا جی کی دو بیویاں اور کچھ بچے تھے۔ کبھی کبھی وہ نواسے سے شرڈی بابا کے درشن کرنے کے لیے چلے جاتے۔ بابا ساڑیاں اور کپڑے خرید کر ان کو اپنی دعاؤں کے ساتھ دیتے۔

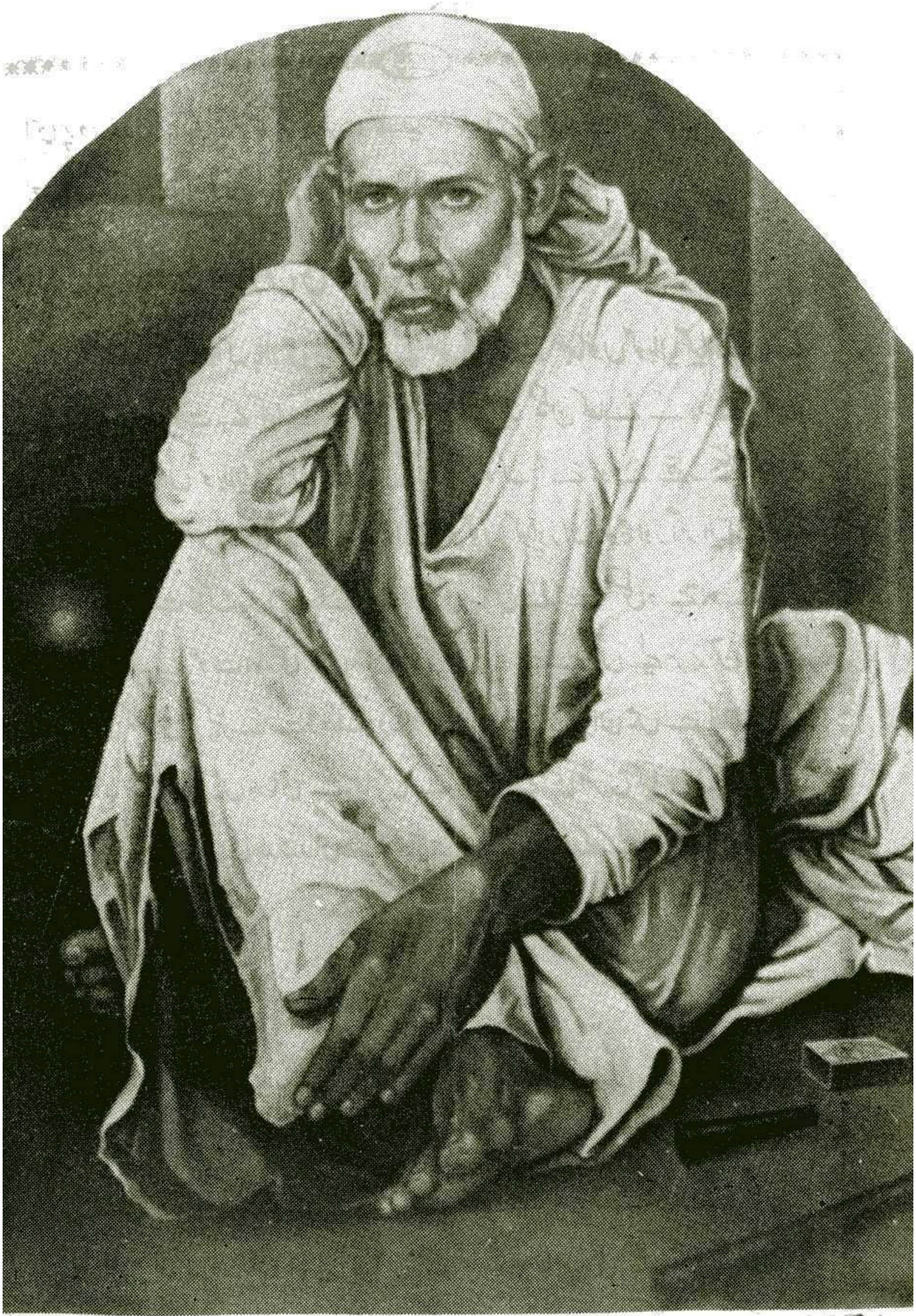

225.1

بابا اپنی دھونی کے پاس جپ کی دُھن میں۔ دھونی سے جو اُودی نکلتی اس سے بھگتوں کو حیاتِ ابدی ملتی اور تمام مشکل کاموں میں مدد ہوتی۔

اسی پر وہ اور اس کے کنبے کا گزر بسر ہوتا۔ یہ سلسلہ اس کی زندگی بھر چلتا رہا اور اس کے بعد اس کے بیٹے نے اسے جاری رکھا۔

اودی کی طاقت اور اس کی تاثیر

ایک بار ایسا ہوا کہ بالاجی کی برسی کے موقعے پر کچھ مہمانوں کو بلایا گیا اور ان کے لیے عشائیے (رات کے کھانے) کا بھی اہتمام کیا گیا۔ لیکن کھانے کے وقت یہ دیکھا گیا کہ جتنے لوگوں کو بلایا تھا اس سے تین گنا زیادہ لوگ آئے ہوئے تھے۔ بیگم نواسکر مشکل میں تھی۔ اس کا خیال تھا کہ کھانا اتنے لوگوں کو پورا نہ ہوگا اور اگر ایسا نہ ہوا تو خاندان کی عزت خاک میں مل جائے گی۔ اس کی ساس نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ گھبراؤ نہیں۔ یہ دعوت ہماری نہیں سائی بابا کی طرف سے ہے اس لیے ہر برتن میں کچھ اودی ڈال کر اس کو کپڑے سے ڈھک دو۔ اور ان کو کھولے بغیر ان میں سے کھانا نکال کر دیتی جاؤ۔ سائی بابا ہمیں بدنامی سے بچائیں گے۔ اس نے اسی طرح کیا جیسا کہا گیا تھا اور ان کی خوشی اور حیرانی کی حد نہ رہی جب کھانا نہ صرف سب کے لیے پورا ہو گیا بلکہ بہت سا اس کے بعد بچ بھی گیا۔

سائی کا سانپ کے طور پر ظاہر ہونا

ایک بار شرڈی کا ایک شخص جس کا نام رگھو پاٹل تھا بالاجی پاٹل کے گھر واقع نواسے گیا۔ اس شام اس نے دیکھا کہ ایک سانپ سی سی کرتا ہوا گوشالہ میں داخل ہوا۔ سارے مال مویشی ڈر کے مارے ادھر ادھر ہونے لگے۔ گھر والے بھی ڈر گئے لیکن بالا جی کو معلوم تھا کہ وہ سائی بابا ہیں جو اس کے گھر میں سانپ کی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں۔ بغیر گھبرائے اس نے دودھ کا کپ لا کر سانپ کے سامنے رکھتے ہوئے اس سے یوں کہا:

نیند نہ آنے کا معاملہ

باندرہ کا ایک کائستھ شخص پر بھو کافی عرصے سے نیند نہ آنے کی شکایت میں مبتلا تھا۔ وہ جیسے ہی سونے کے لیے لیٹتا اس کے سورگباشی والد اس کے خواب میں نمودار ہو کر اسے بہت ڈانٹ ڈپٹ کرتے اور گالیاں دیتے اس سے اس کی نیند اچاٹ ہو جاتی اور وہ ساری رات بے آرامی میں گزارتا۔ ہر رات ایسا ہوتا رہا اور اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیا کرے۔ ایک دن اس نے سائی بابا کے ایک بھگت سے مشورہ کیا۔ اس نے اودی کو واحد تیر بہ ہدف قرار دیتے ہوئے اسے برتنے کا مشورہ دیا۔ اس نے کچھ اودی دیتے ہوئے کہا کہ تھوڑی سی سونے سے پہلے وہ ماتھے پر مل لے۔ اور باقی کو سرہانے کے نیچے رکھ لے۔ اس نے ایسا ہی کیا اور اس کی حیرت کی اور خوشی کیا انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ اس رات اسے بڑی گہری نیند آئی اور کسی طرح کی کوئی پریشانی در پیش نہ ہوئی۔ اس نے علاج جاری رکھا ساتھ ہی ہمیشہ بابا کو بھی یاد کرتا رہا۔ پھر اسے کہیں سے بابا کی تصویر مل گئی جس کو اس نے سرہانے کے پاس لٹکا کر ہر روز پوجنا شروع کیا۔ جمعرات کو وہ اسے مالا پہناتا اور نوید پیش کرتا۔ اس سے وہ بالکل صحت یاب ہو گیا اور ماضی کی ساری تکالیف سے آزاد ہو گیا۔

بالاجی پاٹل نواسکر

یہ شخص بابا کا بڑا بھگت تھا۔ وہ اپنے ذاتی مفاد سے ہٹ کر بابا کی بہت اچھی خدمت کرتا تھا۔ ہر روز وہ شرڈی کے ان راستوں اور گلیوں کو صاف ستھرا رکھتا جن سے روزانہ معمول کے مطابق بابا کا گزر ہوتا۔ اس کے بعد یہ کام اتنی ہی خوبی کے ساتھ ایک خاتون جس کا نام رادھا کرشنا مائی تھا کرتی رہی اور اس کے بعد عبد اللہ۔ بالاجی ہر سال جب اپنی فصل کاٹتا تو وہ سارا اناج بابا کو پیش کرتا۔ اس میں سے بابا جتنا اناج واپس کرتا

کو اتنی جلدی شرڈی سے جانے کی جازت دی جائے گی۔ بابا نے اس کے ذہن کے ان خیالات کو بھی پڑھ کر کاکا کو اپنے مالک کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔ ٹھاکر کو ایک بار پھر دوسروں کے دل کی بات جان لینے کی بابا کی قدرت کا ثبوت مل گیا۔

پھر بابا نے کاکا سے 15 روپے دکشنا کے طور پر مانگ کر لیے۔ کاکا سے انھوں نے نے کہا: ”اگر میں کسی سے ایک روپیہ دکشنا لیتا ہوں تو مجھے اس کو دس گنا لوٹانے پڑتے ہیں۔ میں کبھی بھی کوئی چیز مفت حاصل نہیں کرتا۔ میں کبھی بھی کسی سے برے بھلے میں تمیز کیے بغیر نہیں مانگتا۔ میں صرف اسی سے لیتا ہوں جس کی طرف میرا گورو اشارہ کرتا ہے۔ اگر کوئی پہلے سے گورو کا مقروض ہے تو اس سے پیسہ حاصل کیا جاتا ہے۔ دینے والا بیج کو یہ سوچ کے زمین پر ڈالتا ہے کہ اس سے مستقبل میں بھرپور فصل حاصل کرے گا۔ دولت فرائض کو نبھانے کے کام آنی چاہیے۔ اگر وہ ذاتی خوشی کے لیے ہی استعمال کی جائے تو وہ ضائع ہو جاتی ہے۔ اگر تم نے پہلے اس کو نہیں دیا ہے تو اب تم اسے حاصل نہیں کر سکتے۔ چناں چہ حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اسے دیا جائے۔ دکشنا دینے سے دنیاوی اشیاء سے لگاؤ ختم ہوتا ہے اور بھگتی اور گیان جنم لیتا ہے۔ ایک دو اور دس۔ گنا لو“

یہ سن کر مسٹر ٹھاکر نے یہ بھولتے ہوئے کہ اس نے ایسا نہ کرنے کا عہد کیا ہے بابا کو 15/روپے دکشنا کے طور پر دیے۔ اس نے سوچا کہ شرڈی آکر اس نے اچھا ہی کیا کیوں کہ اس طرح اس کے شکوک و شبہات دور ہو گئے اور اس نے بہت کچھ سیکھا بھی۔ اس طرح کے معاملات سے نبرد آزما ہونے کی بابا میں لا مثال صلاحیت تھی۔ گو وہ یہ سارے کام کرتے تھے لیکن خود ان سے لا تعلق ہی رہتے تھے۔ کوئی انھیں دکشنا دیتا یا نہ دیتا وہ ان کے لیے برابر تھا۔ وہ کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ ان کی پوجا کرنے سے انھیں کوئی لطف نہ ملتا۔ اور اگر کوئی انھیں نظر انداز کر دیتا تو اس سے بھی انھیں کوئی دکھ نہ ہوتا۔ وہ لطف اور درد سے بے نیاز تھے۔

بیٹھا ہوا تھا اور اسے بھی کچھ انگور ملے تھے، کہا "تم کو کس قسم کی کشمش ملی؟"، "بیج والی" اس نے جواب دیا۔ یہ سن کر ٹھاکر کو اور بھی حیرانی ہوئی۔ اپنے بڑھتے ہوئے اعتقاد کی مزید تصدیق کے لیے ٹھاکر نے ایک بار پھر اپنے دل میں سوچا "اگر بابا اصلی سنت ہے تو کشمش اب سب سے پہلے کاکا کو دی جانی چاہئیں۔" اس کے خیالات کو پڑھتے ہوئے بابا نے حکم دیا کہ اب تقسیم کاکا سے شروع کی جائے۔ ٹھاکر کے لیے یہ ثبوت کافی تھے۔ پھر شاما نے ٹھاکر کا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ یہ میرا مالک ہے۔ یہ سن کر بابا یوں مخاطب ہوئے: "یہ کیسے تمہارا مالک ہو سکتا ہے کیوں کہ تمہارا تو بلکل ہی عجیب و غریب مالک ہے" کاکا نے اس جواب کو پسند کیا۔ چناں چہ اپنے ارادے کو بھلاتے ہوئے ٹھاکر بابا کو سلام کر کے واڈا لوٹ آیا۔

دوپہر کی آرتی کے اختتام پر سب بابا سے اجازت لینے کے لیے مسجد گئے۔ شاما نے ان سب کی طرف سے گفتگو کی۔ اس پر بابا ان سے یوں مخاطب ہوئے:۔

"کمزور ارادے والے آدمی کے پاس صحت اور دولت دونوں چیزیں تھیں اور وہ ہر طرح کی ذہنی و جسمانی پریشانیوں سے آزاد تھا لیکن اس نے غیر ضروری پریشانیوں کا بوجھ اپنے اوپر ڈال کر ادھر ادھر بھٹکنا شروع کیا جس سے اس کے دن کا سکون و قرار جاتا رہا۔ کبھی وہ اس بوجھ کو اتار پھینکتا اور کبھی اسے پھر کندھوں پر ڈال دیتا۔ اس کے من میں ثابت قدمی نہ تھی۔ اس کو دیکھ کر اس پر رحم کرتے ہوئے میں نے کہا تھا:۔

> "اب مہربانی کر کے کسی ایک چیز پر جس کو بھی تم چاہو یقین کرو۔ اس طرح بھٹکنے سے کیا فائدہ ہے؟ ایک ہی چیز پر اپنے یقین و اعتقاد کو مرکوز کر دو"۔

ٹھاکر ایک دم سمجھ گیا کہ یہ اس کے بارے میں بیان کیا جا رہا ہے۔ اس کی خواہش تھی کہ کاکا بھی اس کے ساتھ واپس جائے لیکن کسی کو بھی یقین نہیں تھا کہ اس

ساتھ شرڈی جانے کا فیصلہ کیااور چوں کہ کاکا کی واپسی غیر یقینی تھی اس لیے اس نے ایک دوسرے شخص کو ہم سفر کے طور پر ساتھ لے لیا۔ تینوں نے اکٹھے سفر شروع کیا۔ کاکا نے راستے میں دو سیر کشمش بیج سمیت بابا کو پیش کرنے کے لیے خریدی۔ شرڈی پہنچ کر وہ بابا کے درشن کے لیے مسجد گئے۔ اس وقت بابا صاحب تارکھڈ بھی وہاں تھا۔ اس سے ٹھاکر نے دریافت کیا کہ وہ درشن کرنے کے لیے کیوں آیا ہے؟ یہاں کوئی کرشمہ ہوا کیا؟، تارکھڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس کا مقصد کرشمے دیکھنا نہیں تھا۔ پر بھگتوں کی مخلص تمنائیں یہاں ضرور پوری ہوتی ہیں۔ اس کے بعد کاکا نے بابا کے سامنے سجدہ کر کے ساتھ لائی کشمش پیش کی۔ بابا نے انھیں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ مسٹر ٹھاکر کو بھی کچھ دانے ملے۔ اسے یہ اچھا نہ لگا کیوں کہ ڈاکٹر نے اس کو مشورہ دیا تھا کہ وہ انھیں دھوئے اور صاف کیے بغیر نہ کھائے۔ اس لیے وہ مشکل میں پڑا۔ وہ انھیں نہ تو کھانا چاہتا تھا اور نہ مسترد کرنا چاہتا تھا۔ تکلفات کو برقرار رکھتے ہوئے اس نے انھیں منہ میں ڈال لیا لیکن اسے اب یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ بیجوں سے کیا کرے۔ وہ انھیں مسجد کے فرش پر تھوک نہیں سکتا تھا۔ چناں چہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے انھیں جیب میں ڈال لیا۔ پھر اس نے اپنے من میں سوچا کہ اگر بابا سنت ہیں تو وہ اس کی کشمش کی تئیں نفرت سے کس طرح بے بہرہ ہو سکتے ہیں اور کس طرح وہ انھیں اس پر ٹھونس سکتے ہیں۔ جب یہ خیال اس کے دل میں پیدا ہوا تو بابا نے اسی وقت اسے کچھ اور کشمش دی۔ اس نے کھانے کی بجائے ہاتھ میں رکھا۔ بابا نے اسے انھیں کھانے کے لیے کہا۔ اس نے حکم کی تعمیل بجالائی اور اسے حیرت ہوئی کہ ان میں بیج نہ تھے۔ وہ کرامات دیکھنا چاہتا تھا اور یہ ان میں سے ایک تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ بابا کو اس کے خیالات معلوم تھے اسی لیے انھوں نے بیج والی کشمش کو بیج کے بغیر کشمش میں تبدیل کر دیا۔ کیسی شاندار کرامت تھی یہ۔ ایک بار پھر آزمانے کے لیے اس نے تارکھڈ سے جو قریب ہی

"تم خود ہی بابا سے پوچھ لو" یہ کاکا کا جواب تھا۔ بابا نے کاکا سے پوچھا کہ تمہارا دوست تمہارے کان میں کیا کہہ رہا ہے "تب دوست نے خود ہی بابا سے دریافت کیا کہ کیا اسے بھی دکشنا دینی چاہیئے۔ بابا نے جواب دیتے ہوئے کہا تم چوں کہ دکشنا دینا نہیں چاہتے تھے اس لیے تم سے دکشنا نہیں مانگی گئی لیکن اب اگر تم دینا چاہتے ہو تو دے سکتے ہو" تب دوست نے 17/ روپے دکشنا کے طور پر بابا کو ادا کیے جتنے کہ کاکا نے ادا کیے تھے۔ اس کے بعد بابا نے اس سے کچھ الفاظ نصیحت کے طور پر یوں کہے:

"ہمارے درمیان تفریق کی جو دیوار کھڑی ہے تم اسے ڈھا دو تاکہ ہم ایک دوسرے کو آمنے سامنے دیکھ کر مل سکیں۔" اس کے بعد بابا نے انھیں جانے کی اجازت دے دی۔ حالاں کہ موسم ابر آلود اور خوف زدہ کرنے والا تھا لیکن بابا نے انھیں یقین دلایا کہ وہ بخیر و عافیت سفر پورا کریں گے۔ وہ بہ حفاظت بمبئی پہنچ گئے۔ جب وہ گھر پہنچا اور اس نے اپنے گھر کے دروازے اور کھڑکیاں کھولیں تو اس نے دو چڑیوں کو فرش پر مردہ گرا ہوا پایا ایک چڑیا کھڑکی کے راستے باہر اڑ گئی۔ اس نے سوچا کہ اگر اس نے کھڑکیوں کو کھلا رکھا ہوتا تو دونوں چڑیاں بچ سکتی تھیں۔ لیکن پھر اسے یہ خیال آیا کہ وہ تقدیر کے مطابق اپنے انجام کو پہنچ چکی تھیں اور بابا نے اسے جلد واپس صرف تیسری چڑیا کو بچانے کے لیے بھیجا تھا۔

کاکا مہاجنی کا مالک

کاکا جو بمبئی میں وکیل تھا ٹھاکر دھرمسے جیٹھا بھائی کی فرم میں منیجر کے طور پر ملازم تھا۔ مالک اور منیجر دونوں کے آپس میں بہت گہرے تعلقات تھے۔ ٹھاکر کو یہ بات معلوم ہوئی کہ کاکا اکثر شرڈی جاتا ہے اور وہاں کچھ دن قیام کر کے جب بابا اجازت دیتے وہ لوٹ آتا۔ محض تجسس کی وجہ سے اور بابا کو آزمانے کے لیے ٹھاکر نے کاکا کے

فقیری کہاں باقی رہ جاتی ہے۔ لیکن ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ لوگ شرڈی بابا کا مذاق اڑانے کے لیے گئے اور وہاں بابا کی پوجا کرنے لگے۔ دو مثالیں نیچے دی گئی ہیں:-

کاکا مہاجنی کا دوست

کاکا مہاجنی کا دوست بھگوان کی پوجا اسے شکل وصورت سے عاری سمجھتے ہوئے کرتا تھا۔ وہ مورتی پوجا کے خلاف تھا۔ محض تجسس کی وجہ سے وہ کاکا مہاجنی کے ساتھ شرڈی جانے کے لیے ان دو شرائط پر تیار ہو گیا:-

(1) کہ وہ نہ تو بابا کے سامنے سجدہ کرے گا اور (2) نہ انھیں دکشنا ہی دے گا۔ کاکا نے ان شرائط کو مان لیا اور وہ دونوں سنیچر کی رات کو بمبئی سے روانہ ہو کر دوسری صبح شرڈی پہنچ گئے۔ جیسے ہی انھوں نے مسجد کی سیڑھیوں پر قدم رکھا بابا نے دور سے دوست کو دیکھتے ہوئے بڑے پیار بھرے لہجے میں اس طرح خطاب کیا:-

"خوش آمدید جناب" جس لہجے میں یہ الفاظ ادا کیے گئے وہ بہت ہی مخصوص قسم کا تھا یہ آواز دوست کے سورگباشی والد کی آواز سے قطعی ملتی تھی۔ اس نے اس کو اپنے سورگباشی والد کی یاد تازہ کر دی جس سے اس کی رگ وپے میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ اس لہجے میں کیسا جادوئی اثر تھا۔ حیرانی کے عالم میں دوست نے کہا:-

"بے شک یہ میرے والد کی آواز ہے" پھر اپنے عہد کو بھولتے ہوئے اس نے یکدم اوپر جاکر اپنا سر بابا کے قدموں پر رکھ دیا۔

پھر بابا نے دو بار دکشنا مانگی۔ ایک بار صبح اور دوسری بار دوپہر کو جب کہ وہ وہاں سے لوٹ رہے تھے۔ لیکن یہ دکشنا بابا نے کاکا سے طلب کی نہ کہ اس کے دوست سے۔ دوست نے کاکا کے کان میں کہا: بابا نے تم سے دوبار دکھشنا مانگی، میں تمہارے ساتھ ہوں۔ انھوں نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟"۔

اٹھائیسواں باب

[آزمایا گیا پر کبھی کمی نہ پائی گئی۔کاکا مہاجنی کا دوست اور مالک،نیند نہ آنے سے متعلق باندرا کا معاملہ۔بالا پاٹل نیو اسکر۔]

اس باب میں بھی ہم اودی کے موضوع اور اس کی اہمیت و بیان کرنے کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔اس میں دو معاملات کو پیش کیا گیا ہے جن کے ذریعے بابا کی آزمائش کی گئی اور ان میں کوئی کمی نہ پائی گئی۔ان معاملات کا ذکر پہلے کیا جائے گا۔

ابتدائیہ

روحانی معاملات یا کوشش میں فرقہ واریت ہماری ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہوتی ہے۔وہ لوگ جو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ خدا کی کوئی شکل وصورت نہیں ہے اکثر یہ کہتے ہوئے سنے جاتے ہیں کہ اس بات پر یقین کرنا کہ خدا کی کوئی شکل وصورت ہے محض ایک دھوکا ہے یا فریب ہے۔ فقیر یا سنت محض انسان ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کے سامنے کیوں سجدہ کیا جائے یا انھیں کیوں دکشنا دی جائے۔ دوسرے طبقات سے تعلق رکھنے والے بھی اس پر اعتراض کرتے ہوئے اکثر کہتے ہیں:

"ہم اپنے ست گورو کو چھوڑ کر دوسرے فقیروں یا سنتوں کے سامنے سر کیوں جھکائیں" ایسے ہی اعتراضات سائی بابا کے بارے میں بھی تب سنے جاتے تھے اور اب بھی سنے جاتے ہیں۔کچھ یہ کہتے تھے کہ وہ جب شرڈی گئے تو بابا نے ان سے دکشنا مانگی۔کیا یہ ٹھیک یا درست ہے کہ سنت اس طرح سے پیسا جمع کریں۔اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو ان کی